سوال

(29) فلاحی ادارہ کی تعمیر زکوٰۃ کا پسوں سے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم نے اپنی مسجد سے ملحقہ پلاٹ خرید کر اس میں بھرتی ڈلوائی ہے، مقامی بچوں کی تعلیم کے لئے ہم وہاں تعمیر کرنا چاہتے ہیں، کیا عشر وزکوٰۃ کی رقم سے تعمیر کی جا سکتی ہے، جبکہ ہمارے ہاں بیرونی طلبہ نہیں ہیں، نیز بتائیں کہ مسجد پر زکوٰۃ کی رقم کیوں نہیں لگائی جا سکتی؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ذاتی ضروریات پر زکوٰۃ صرف کرنا درست نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف قرآن کریم میں طے شدہ ہیں، مساجد اور مقامی مدارس کی تعمیر بھی ذاتی ضروریات میں شامل ہے، ان پر عشر یا زکوٰۃ کا پیسہ نہیں خرچ کرنا چاہیے بلکہ ان کی تعمیر اہل محلہ اپنی ذاتی گرہ سے کریں۔ اگر اہل محلہ خود زکوٰۃ یا عشر کے مستحق ہیں اور ان کی گزر اوقات بھی اسی قسم کے فنڈ سے ہوتی ہے تو ایسے حالات میں ان کی مساجد اور مقامی مدارس پر عشر اور زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ عام طور پر مدارس کا رخ غریب اور تنگ دست طلبہ کرتے ہیں، اس لئے مدارس کے لئے زکوٰۃ فنڈ وغیرہ استعمال کرنے کی گنجائش نکالی جاتی ہے، اگر مدارس میں امیر طبقہ سے تعلق رکھنے والے تمام طلبہ ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ کی رقم استعمال نہیں ہو سکتی۔ اگر مقامی حضرات اس قدر متمول ہیں کہ ان کا عشر اور زکوٰۃ وغیرہ جمع ہوتی ہیں تو انہیں چاہیے کہ زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر اور قربانی کی کھالیں غرباء اور مساکین کو دیں اور مساجد وغیرہ کی تعمیر اپنی گرہ سے کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت بھی مساجد کی تعمیر اور مقامی ضروریات کے لئے زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر یا قربانی کی کھالوں کو استعمال نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد جیسی اہم ضرورت پر بھی اس قومی فنڈ کو استعمال نہیں فرمایا۔ آپ کے عہد مبارک میں غزوۂ تبوک کے موقع پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی گرہ سے جہاد فنڈ کو مضبوط کیا ہے۔ اس سلسلہ میں نصوص کے عمومات سے یہ مسئلہ کشید تو کیا جا سکتا ہے لیکن اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔

اس تفصیلی جواب کے بعد اعتراض کنندگان کی حیرانی ختم ہو جانی چاہیے کہ سوال مسجد کی تعمیر پر زکوٰۃ خرچ کرنے کے بارے میں ہے اور جواب جہاد کے بارے میں دیا جا رہا ہے، نیز یہ حضرات مطمئن رہیں کہ ہمارا جواب پیش کردہ سوال کے عین مطابق ہے اور ہمیں اپنے موقف پر پوری طرح شرح صدر ہے اور ہمیں یہ موقف اختیار کرنے میں کوئی ناگزیر وجوہات درپیش نہیں ہیں۔ البتہ یہ حضرات متعدد ''ناگزیر وجوہات'' کا شکار ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ مناسب وقت آنے پر ان کی تفصیل ہدیہ قارئین کی جائے گی۔ یہاں ہم ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر صرف ایک مثال بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی ایک تالیف ''احکام صیام و مسائل عیدین و آداب قربانی'' میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''قربانی کے احکام ایک نظر میں'' جسے میرے نام کے حوالہ سے مجلہ الدعوۃ مجریہ اپریل، ۱۹۹۹ میں شائع کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا کہ ''قربانی کی کھال یا اس کی قیمت فقراء و مساکین، طالبان دین اور مجاہدین کو دینی چاہیے''۔ میرے الفاظ میں درپیش بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ''طالبانِ دین اور مجاہدین'' کا اضافہ کرکے ایک مجرمانہ خیانت کا ارتکاب کیا

گیا، کیونکہ میں نے اپنی کتاب میں صرف یہ لکھا تھا کہ قربانی کی کھال یا اس کی قیمت فقراء و مساکین کو دینی چاہیے۔ [کتاب مذکور، ص: ۱۱۷]

توجہ دلانے کے باوجود اس کے متعلق کسی قسم کی وضاحت یا معذرت کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2، صفحہ:76